خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

PAYAM-E-HAYA

ای میگزین

پیامِ حیاء

شمارہ نمبر
53

AUGUST 2025 1447ھ صفر المظفر

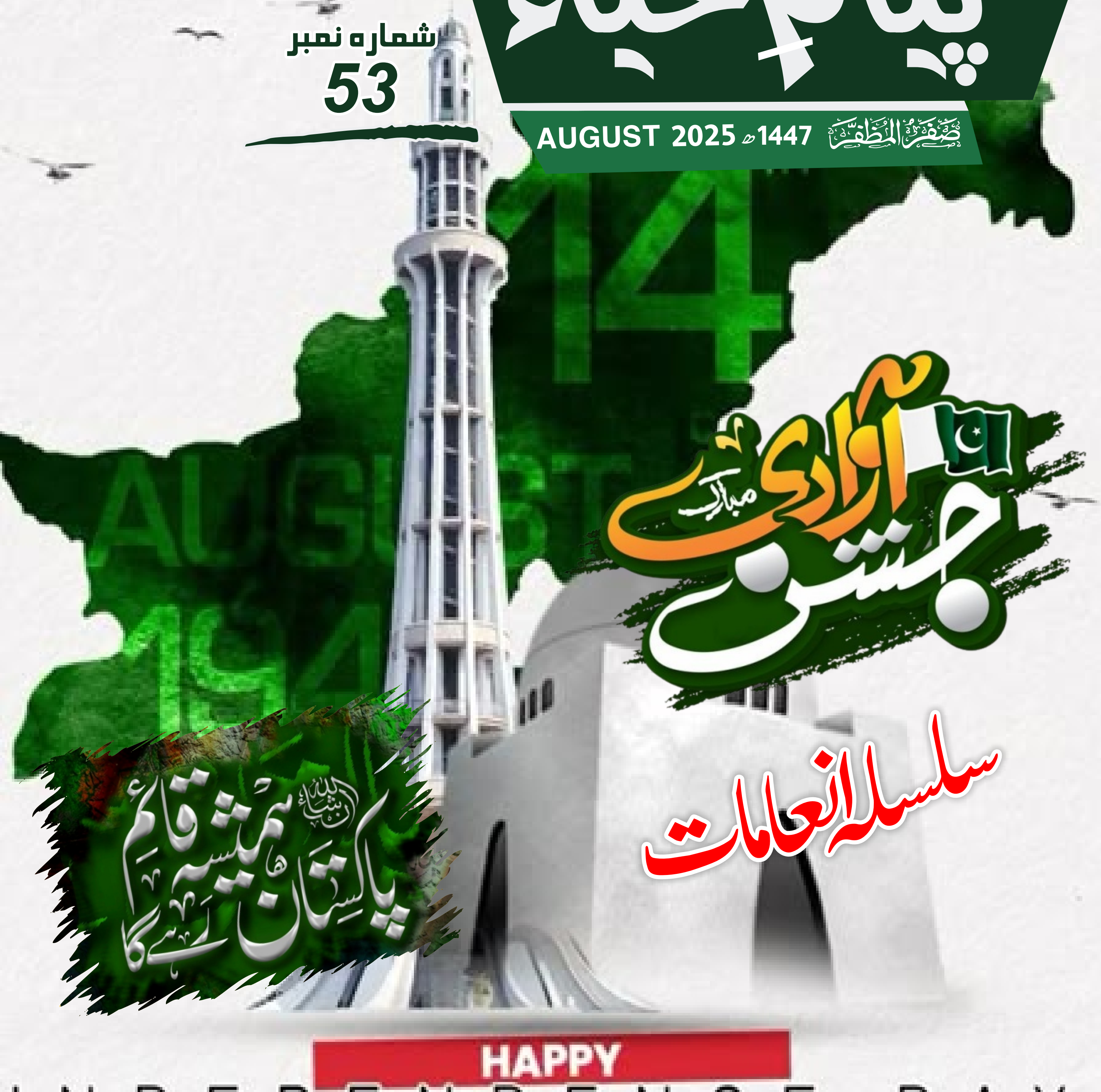

سلسلہ انعامات

HAPPY
INDEPENDENCE DAY

May this **Independence Day** bring unity and prosperity to Pakistan.

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
قرآن وحدیث	3	نظم (مولوی سید ممتازن علی)	14
حمد (فائق ترابی)	4	یادگار ہجرت (بشریٰ حفیظ)	15
اداریہ: امید، ہمت اور اعتماد	5	قائد اعظم محمد علی جناح (عذرا خالد)	16
نشاۃ ثانیہ کی کہانی ابن بطوطہ کی زبانی (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	6	علماء نہیں ہوتے تو ہندوستان میں دین ختم ہو جاتا (زینب نعیم)	19
پاکستان کی قدر کریں (مفتی اعظم پاکستان مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہ)	8	میری پہچان پاکستان (اُم رومان)	21
سلسلہ انعامات (ادارہ)	9	پیغام پاکستان	22
۱۴ اگست.. آزادی، شکر گزاری اور ذمہ داری کا دن (مفتی عبدالرحمن سعید)	10	پاکستان زندہ بادؒ (بنت احمد)	23
پاکستان ہمیشہ قائم رہے گا (فاطمہ سعید الرحمن)	12	پاکستان اللہ کی نشانی ہے (عبدالجبار سلہری)	25
پاکستان بننے سے اب تک علماء کا مثبت کردار (ابو محمد)	13	خواب ایک سرزمین کا (خولہ بنت اسماعیل)	27
		تبصرے	29
		پکوان (عائشہ صدیقہ)	30

Published at

www.Darsequran.com

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب
نائب مدیر: مفتی عبدالرحمن سعید
ایڈمن وایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن
معاونات: سیمار ضوان۔ ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

کلام الٰہی

اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی کچھ اولاد کو آپ کے حرمت والے گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں لا بسایا ہے جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی، ہمارے پروردگار! (یہ میں نے اس لیے کیا) تاکہ یہ نماز قائم کریں۔ لہذا لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے کشش پیدا کر دیجیے، اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرمایے۔ تاکہ وہ شکر گزار بنیں۔

(سورہ ابراھیم آیت نمبر: 37)

کلام نبوی ﷺ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کوئی بیماری متعدی نہیں، بد فالی اور بد شگونی کی بھی کچھ حقیقت نہیں۔ نہ الو کا بولنا (کوئی بُرا اثر رکھتا) ہے اور نہ ہی ماہ صفر (منحوس) ہے۔

(صحیح البخاری: 5757)

حمدِ باری تعالیٰ

فائق تُرابی

کون ہے ؟ ہجر کی راتوں میں جسے دیکھا ہے
اپنی رُکتی ہوئی سانسوں میں جسے دیکھا ہے

تم نے دیکھا ہے فرشتوں کے تقدس میں اُسے
میں نے کھِلتے ہوئے چہروں میں جسے دیکھا ہے

وہی یٰسین کی آیات میں ہے جلوہ کناں
سورہِ نور کے پردوں میں جسے دیکھا ہے

دن کو شیشم کی رداؤں میں جھلک دینے لگے
رات مہتاب کی چھاؤں میں جسے دیکھا ہے

اُس کی ہیبت ہے دھکتے ہوئے انگاروں میں
گھنے شہتوت کے پتّوں میں جسے دیکھا ہے

موج در موج ہے فاران کی چوٹی پہ رواں
شہرِ طیبہ کی فضاؤں میں جسے دیکھا ہے

اُس کی خوشبو ہے فلسطین کے بازاروں میں
باغِ کشمیر کے پھولوں میں جسے دیکھا ہے

رات جگنو میں، ستارے میں، دیے میں دیکھو
دن کو انگور کے خوشوں میں جسے دیکھا ہے

اُس کا اک رنگ ہے فردوس کی نہروں میں رواں
دل نے کابل کے اناروں میں جسے دیکھا ہے

اُس کے سندیس ہَوَالے کے اڑی جاتی تھی
کوہساروں میں چناروں میں جسے دیکھا ہے

شہرِ بغداد میں سلگائے اگر دان وہی
یوسفِ مصر کے خوابوں میں جسے دیکھا ہے

تم کو اصغر کے لبوں پر وہ دکھائی نہ دیا؟
صرف قرآن کے پاروں میں جسے دیکھا ہے؟

اُس کی آیات میں شامل ہیں محمد کے پسر
تم نے سجدوں میں نمازوں میں جسے دیکھا ہے

اپنے رندوں کو وہ ساغر میں نظر آنے لگا
تم نے تسبیح کے دانوں میں جسے دیکھا ہے

اداریہ
امید، ہمت اور اعتماد

عزیز نوجوانو اور پیاری قاریات!

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کا یہ تاریخی فرمان: "امید، ہمت اور اعتماد رکھو، کیونکہ یہی کامیابی کی کنجی ہے۔"

آج جب پاکستان معاشی، سماجی اور سیاسی چیلنجز کا سامنا کر رہا ہے، ہمیں اپنے قائد کے اس پیغام کو اپنے دل میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔

روشن مستقبل کی بنیاد۔ قائدِ اعظم نے ناممکن کو ممکن بنایا۔ آج ہمارا فرض ہے کہ ہم:

ہر مشکل میں اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ ملک کی ترقی کے لیے مثبت سوچ اپنائیں۔ نئی ایجادات اور ہنر سیکھ کر پاکستان کا نام روشن کریں۔ مشکلات سے لڑنے کا حوصلہ۔ روزمرہ مسائل کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ غلط رسوم و رواج کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اپنے حقوق و فرائض کو سمجھیں۔ اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ کریں۔ علم حاصل کریں اور دوسروں تک پہنچائیں۔ پاکستان کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کریں۔

پیاری بہنو! آپ گھر کی تربیت گاہوں میں نئی نسل کو قائد کے اصول سکھا سکتی ہیں:

بچوں کو پاکستان کی تاریخ پڑھائیں۔ گھریلو گفتگو میں ملکی ترقی کے موضوعات شامل کریں۔ عملی زندگی میں ایمانداری اور محنت کی مثالیں قائم کریں۔

1۔ اپنے حصے کا چراغ جلائیں گے۔ 2۔ معاشرے کی بہتری کے لیے کام کریں گے۔ 3۔ "پیامِ حیاء ای میگزین" کو علم و اخلاق کی تبلیغ کا ذریعہ بنائیں گے۔

آئیں! قائد کے خوابوں کو پورا کرنے کا عہد کریں۔

والسلام

فاطمہ سعید الرحمن

(ایڈیٹر: پیامِ حیاء ای میگزین)

نشاۃ ثانیہ کی کہانی --- ابن بطوطہ کی زبانی

پہلی قسط

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

عالم اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا چشم دید ذکر عظیم سیاح ابن بطوطہ کی زبانی سنیں جنہوں نے ۷۲۵ سے ۷۵۲ھ کے درمیان تقریباً تمام عالم اسلام کی سیاحت کی تھی۔ ابن بطوطہ مراکش سے چلے اور ۷۵ ہزار میل کا سفر طے کر کے دنیا کے ۴۴ ممالک میں گھومے پھرے۔ انہیں جہاں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جیسے مقدس مقامات کی زیارت اور دہلی، قاہرہ اور دمشق جیسے پررونق شہروں کی سیر کا شوق تھا وہاں وہ یہ بھی دیکھنا چاہتے تھے کہ تاتاریوں کا سیلاب بلاخیز گزر جانے کے بعد عالم اسلام کا کیا حال ہے۔ اگرچہ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ان علاقوں میں اب پہلے کی طرح آبادی نہیں اور سمرقند و بخارا جیسے بڑے بڑے متمدن شہروں کی سابقہ رونق قصہ پارینہ بن چکی ہے مگر وہ یہاں مسلم آبادیات کی نشاۃ ثانیہ کا مشاہدہ کرنا چاہتے تھے اور نوخیز بستیوں اور شہروں کے ارتقائی مرحلے کا بچشم خود جائزہ لینا چاہتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ نومسلم مغل حکمرانوں کی شان و شوکت اور ان کی کارکردگی بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ عراق میں مسلمانوں کے سابقہ دارالخلافہ بغداد پہنچے جو ہلاکو کے ہاتھوں برباد ہونے کے بعد اس کی نومسلم اولاد کے ہاتھوں پھر سے آباد ہو گیا تھا۔ ابن بطوطہ بتاتے ہیں:

"یہاں دجلہ کے پلوں پر دن رات مردوں اور عورتوں کی آمد و رفت رہتی ہے جو یہاں تفریح کے لیے آتے ہیں۔ بغداد میں گیارہ مساجد ایسی ہیں جہاں نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ اور مساجد بھی ہیں۔ مدرسے بھی ہیں مگر ویران ہو گئے ہیں۔ بغداد کا مغربی حصہ پہلے آباد ہوا کرتا تھا۔ اب اُجاڑ ہے۔ صرف تیرہ محلے باقی رہ گئے ہیں۔ ہر محلہ اپنی جگہ ایک شہر ہے۔ آٹھ محلوں میں جامع مساجد ہیں۔

بغداد سمیت پورے عراق پر نومسلم تاتاری حکمران سلطان ابوسعید کی حکومت تھی۔ ابن بطوطہ لکھتے ہیں:

جب میں بغداد پہنچا تو عراق کا سلطان ابوسعید بہادر خان یہیں تھا۔ یہ سلطان محمد خدابندہ کا بیٹا ہے جو مسلمان ہو گیا تھا۔ سلطان ابوسعید نوجوان ہے اور تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہے، اس کے رخساروں پر بال نہیں۔ وہ ایشیائے کوچک کی سلجوقی سلطنت کے شہر قونیہ پہنچے اور مولانا رومی کے مزار پر حاضری دی۔ پھر سیواس، ارزن الروم اور سمرنا سے ہوتے ہوئے آخر نومسلم مغلوں کی سلطنت خانات قپچاق کی طرف روانہ ہوئے جہاں اس وقت سلطان محمد اوزبک کی حکومت تھی۔ بحیرہ اسود عبور کر کے وہ دشت قپچاق کے ساحل پر اترے۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہ مقام ایک سبزہ زار میدان تھا جس میں کوئی

درخت تھانہ کوئی پہاڑی اور آبادی۔ اس کی مسافت چھ مہینے ہے۔ تین مہینے کی مسافت کا علاقہ سلطان محمد اوزبیک کی سلطنت میں ہے اور باقی کسی اور کی۔ اس دشت میں سوائے گاڑی کے کسی سواری پر سفر نہیں کیا جاتا گاڑیوں میں چار پہیے لگے ہوتے ہیں۔ کسی کو دو گھوڑے کھینچتے ہیں کسی کو زیادہ۔ بیل گاڑیاں اور اونٹ گاڑیاں بھی ہوتی ہیں۔ گاڑی پر لکڑیوں کا جال بن کر اوپر چمڑے یا کپڑے کا غلاف چڑھا دیتے ہیں۔ اس میں جالی دار کھڑکیاں بھی بنی ہوتی ہیں جن سے گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگ باہر دیکھ سکتے ہیں۔ گاڑی کے اندر مسافر آرام سے لیٹ سکتا ہے، ہو سکتا ہے، کھا سکتا ہے، لکھ پڑھ سکتا ہے اور گاڑی چلتی رہتی ہے۔ جب میں نے سفر کا ارادہ کیا تو ایسی ایک اونٹ گاڑی کرائے پر لے لی"۔

وہ سلطان محمد اوزبک کی سلطنت کے امن وامان کا حال یوں بتاتے ہیں:

"جہاں پڑاؤ ڈالتے ہیں وہاں گھوڑوں، اونٹوں اور بیلوں کو گاڑیوں سے کھول دیتے ہیں اور چرنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ ان جانوروں کی رکھوالی کے لیے کوئی چوکیدار نہیں ہوتا۔ انہیں کوئی چوری نہیں کرتا، کیوں کہ یہاں چوری کی سزا بہت سخت ہے۔ اگر کسی کے پاس چوری کا ایک گھوڑا نکل آئے تو اسے جرمانے میں نو گھوڑے دینے پڑتے ہیں۔ گھوڑے نہ ہوں تو اپنی اولاد دینا پڑتی ہے، یہ بھی نہ ہو تو اسے ذبح کر دیا جاتا ہے"۔

ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق سلطان محمد اوزبک کی سلطنت دنیا کے شمال میں ہو کر بھی مشرق و مغرب سے تجارتی روابط قائم کیے ہوئے تھی۔ ابن بطوطہ بتاتے ہیں کہ سلطان کی سلطنت میں جنیوا کے تاجر آتے جاتے ہیں اور گھوڑوں کی تجارت سندھ اور ہندوستان تک پھیلی ہوئی ہے۔ سلطان کی سلطنت گھاس کے میدانوں پر مشتمل تھی اس لیے یہاں گھوڑے پالنے اور فروخت کرنے کا کام عروج پر تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"یہاں گھوڑے بہت ہوتے ہیں۔ ان کی قیمت کم ہوتی ہے۔ نہایت عمدہ گھوڑے پچاس ساٹھ درہم میں مل جاتے ہیں۔ ایک ایک کھیپ میں چھ چھ ہزار گھوڑے برآمد کیے جاتے ہیں۔ سستے سے سستا گھوڑا ہندوستان میں سو سو دینار میں فروخت ہوتا ہے۔"

سلطان محمد اوزبک کی خیمہ گاہ میں پہنچ کر وہ چشم دید حال یوں بیان کرتے ہیں:

"سلطان کا لشکر جسے اُردو کہتے ہیں، ایک بڑے شہر کی طرح نظر آیا۔ اس میں مسجد میں بھی تھیں اور بازار بھی۔ باورچی خانوں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ لوگ ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ سلطان بڑی شان و شوکت والا بادشاہ ہے۔ اس کا ملک وسیع اور شہر بڑے ہیں۔ یہ دنیا کے سات عظیم بادشاہوں میں سے ایک ہے۔ ایک ہمارے امیر مدظلہ (سلطان مراکش ابو عنان فارس المرینی)، دوسرے مصر و شام کا سلطان (الملک الناصر بن قلاوون)، تیسرا عراق کا سلطان (ابو سعید بھادر)، چوتھا یہ سلطان اوزبک، پانچواں ترکستان اور ماوراء النہر کا سلطان (طرمہ شیریں خان)، چھٹا ہندوستان کا بادشاہ محمد تغلق) اور ساتواں چین کا بادشاہ)۔"

جاری ہے۔۔۔

پاکستان کے مخالفین کی طرف سے مدتوں سے یہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے۔ یہاں کچھ نہیں ہوا۔ ایسا نہیں ہے الحمدللہ کچھ نہ کچھ پیشرفت ہوئی ہے۔ ٹھیک ہے وہ کافی نہیں ہے۔ اور یہ ٹھیک ہے کہ اور بڑی حکمت عملی کی طرف جانا ہے۔ لیکن الحمدللہ بہت سے حیثیتوں سے ہمارا ملک، ہمارے ملک کے حالات ساری دنیا کے ملکوں سے ممتاز ہے۔ مسلمان ملکوں کا حال یہ ہے کہ وہاں پر اکثر بلا استثناء میں یہ کہوں تو غلط نہیں ہوگا وہاں پر حکومت کے اوپر تنقید کرنے کی آزادی نہیں ہے، یہاں تک جو جمعہ کے خطبے، جمعہ کی جو تقریر آپ کے سامنے کر رہا ہوں یہ کھل کر کوئی آدمی نہیں کر سکتا، اس کے اوپر پابندیاں ہیں۔ تقریریں حکومت کی طرف سے لکھی ہوئی آتی ہیں۔ ان کو پڑھنا ہوتا ہے۔ اور اگر پڑھنا نہیں ہے تو اس کی نگرانی ہوتی ہے۔ کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔ اگر حکومت کے خلاف ایک لفظ بول دے۔ تو اسکو سزا ملتی ہے۔

اس لیے کہتا ہوں کہ الحمدللہ جتنی مذہبی آزادی، اور دینی آزادی ہمارے ملک میں ہے یہ دنیا کے کسی اسلامی ملک میں نہیں۔ جتنی مسجدیں الحمدللہ ہمارے ہاں آباد ہیں سعودی عرب کو چھوڑ کر باقی کسی مسلمان ملک میں اتنی مسجدیں آباد نہیں ملیں گی، جتنے دینی مدارس اور تعلیم گاہیں الحمدللہ ہمارے ہاں ہیں وہ دنیا کے کسی ملک میں نہیں، تبلیغی جماعت نے جتنی آزادی کے ساتھ اور فعالیت کے ساتھ یہاں کام کرتی ہے دنیا کے کسی ملک میں نہیں کام کر سکتی۔ یہ ساری نعمتیں اللہ تبارک و تعالی نے عطا فرمائے۔

میں اس لیے بات کر رہا ہوں کہ ہمیشہ جب بھی پاکستان کا ذکر آتا ہے اور پاکستان کے حالات کا ذکر آتا ہے تو اس کا منفی پہلو اور اس کی جو خرابیاں ہیں۔ ان کو اُجاگر کیا جاتا ہے لیکن جو اللہ تعالی نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان کو ہم بھول جاتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ کہ اللہ تبارک و تعالی نے ہمیں ایک ایسا ملک عطا فرمایا۔ جو خرابیاں ہیں ان کے ازالہ کے لیے سنجیدہ طریقے پر اللہ تعالی سے مدد مانگ کر، ان کو ختم کرنے کی کوششیں جاری رکھنی چاہیے۔ یہاں خرابیاں پائی جارہی ہیں میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ہے خرابیوں کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کے لیے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن جو اللہ تعالی کی نعمت ہے۔ اس کی ناشکری کر کے، نہ قدری کریں۔

قرآن کریم نے فرمایا: اگر میری نعمت پر تم شکر ادا کرو گے۔ تمہیں اور دوں گا اور اگر تم نافرمانی کرو گے تو پھر میرا عذاب بھی بڑھتا ہے۔ یہ ہم اب عذاب میں ہیں کہ مدتوں سے مسائل کے ایک سیلاب کے اندر پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ در حقیقت ہماری ناشکری کا نام ہے۔

اچھے اچھے لوگ پاکستان کے رہنے والے ہیں، پاکستان میں کھانے والے، پاکستان سے نفع اٹھانے والے، وہ پاکستان کے خلاف ہے۔ اور پاکستان کو یہ کہا جاتا ہے کہ بنایا ہی غلط تھا۔ اس طرح کی باتیں کر کے ناشکری کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالی کی نعمت کی ناشکری کی جائے گی تو اس کے فوائد بھی انسان حاصل نہیں کر سکتا۔

سلسلہ انعامات "پیامِ حیاء" ای میگزین

"پیامِ حیاء" ای میگزین کے قارئین اور مصنفین کے درمیان رابطہ بڑھانے کے لیے یہ منفرد مقابلہ شروع کیا جا رہا ہے۔

آپ اگست کے شمارہ نمبر 53 میں سے اپنی پسندیدہ تحریر کو ووٹ دیں!

ووٹنگ کی شرط:

اپنی خود کی تحریر کو ووٹ نہ دیں۔ صرف دوسرے مصنفین کی تحریروں پر ووٹ دیں۔

انعام کا موقع:

جس تحریر کو سب سے زیادہ ووٹ ملے گا، اس کے مصنف کو نقد انعام دیا جائے گا۔

فیصلہ "پیامِ حیاء" ای میگزین کی ٹیم کی جانب سے حتمی طور پر کیا جائے گا۔

ووٹ کیسے دیں؟

میگزین کا لنک زیادہ سے زیادہ شیئر کریں تاکہ زیادہ لوگ آپ کی تحریر کو ووٹ دے سکیں۔

اپنا ووٹ مقررہ واٹس ایپ نمبر پر تحریر کا نام، مصنف کا نام اور اپنا رابطہ نمبر لکھ کر بھیجیں۔

یہ سلسلہ مختلف انداز میں جاری رہے گا۔

ہمارا مقصد مزید قارئین تک میگزین کی رسائی اور نئے لکھنے والوں کو مواقع فراہم کرنا ہے۔

ووٹ بھیجنے کا نمبر: 0092 313 2127970

آخری تاریخ برائے ووٹنگ: 31 اگست 2025

آزادی، شکرگزاری اور ذمہ داری کا دن

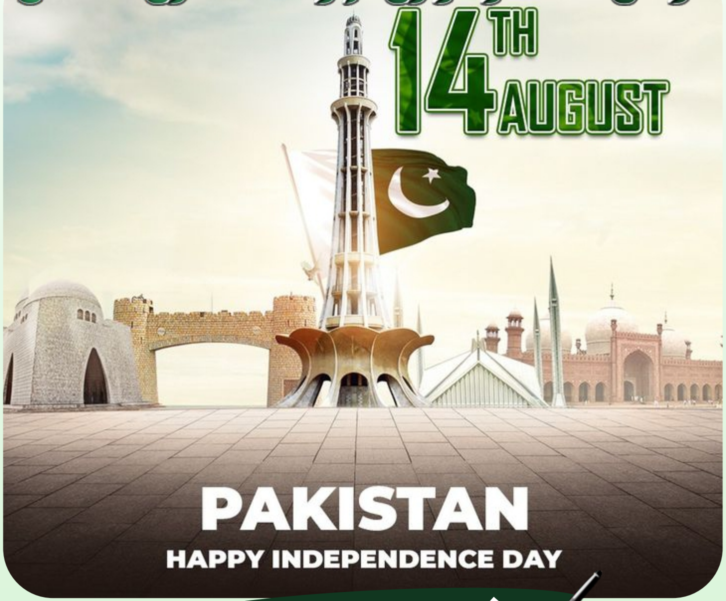

مفتی عبدالرحمن سعید

14 اگست کا دن ہماری تاریخ کا ایک درخشاں اور تابندہ باب ہے، جو ہمیں آزادی کی وہ نعمت یاد دلاتا ہے جس کے لیے ہمارے آباؤاجداد نے بے شمار قربانیاں دیں۔ یہ دن صرف ایک رسمی تعطیل یا قومی پرچم لہرانے کا موقع نہیں، بلکہ ایک موقع ہے غور و فکر کا، احتساب کا، شکر گزاری کا اور سب سے بڑھ کر اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے: ''پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا، اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو۔''

آزادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے، اور نعمت کا شکر یہ ہے کہ اسے اللہ کی رضا اور اس کی حدود کے اندر استعمال کیا جائے۔ جس قوم کو آزادی حاصل ہو جائے، اگر وہ اس نعمت کا صحیح استعمال نہ کرے، قانون کو پامال کرے، خود غرضی میں مبتلا ہو جائے اور ملی وحدت کو توڑ دے، تو وہ آزادی کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان کا قیام کسی حادثے کا نتیجہ نہ تھا، بلکہ یہ ایک نظریے، ایک جدوجہد، اور لاکھوں قربانیوں کا ثمر ہے۔ قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ اور علامہ اقبالؒ جیسے عظیم رہنماؤں نے نہ صرف ہمارے لیے ایک خطہ زمین حاصل کیا بلکہ ایک نظریہ دیا: "اسلام کے اصولوں پر مبنی ایک فلاحی ریاست"۔

ہمارے بزرگوں نے جن مصیبتوں کو جھیل کر یہ وطن حاصل کیا، ان کی جھلک ہمیں تاریخ کے اوراق میں، شہداء کی داستانوں میں، ہجرت کے المیوں میں اور خون سے لکھی گئی تحریروں میں ملتی ہے۔

ایک بہت اہم پہلو جسے اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ قومیں افراد سے بنتی ہیں۔ اگر ہر فرد اپنی اصلاح کر لے، ایمانداری، دیانت، محنت اور نیکی کو اپنا شعار بنا لے، تو قوم خود بخود سدھر جاتی ہے۔

اگر میں جھوٹ بولوں اور دوسرے کے جھوٹ پر تنقید کروں، اگر میں قانون توڑوں اور دوسروں کو مجرم کہوں، تو یہ دوہرا معیار ہے۔ حقیقی تبدیلی کی ابتدا خود اپنی ذات سے ہوتی ہے۔ یہی وہ پہلا قدم ہے جو ہمیں اپنی

اصلاح کی طرف لے جاتا ہے اور بالآخر قومی ترقی کی بنیاد بنتا ہے۔

ایک مہذب شہری ہونے کے ناطے ہمیں اپنے ملکی قوانین کی پاسداری کرنی چاہیے۔ چاہے وہ ٹریفک کا قانون ہو، ٹیکس کی ادائیگی، یا عوامی مقامات کی صفائی کا معاملہ ہو، اگر ہم ان باتوں کا لحاظ نہیں کریں گے تو صرف حکومت کو کوسنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ہم خود کسی کا حق ماریں، بدعنوانی کریں، یا دوسروں کو نقصان پہنچائیں، تو ہم اس معیارِ مسلمانی سے نیچے گر جاتے ہیں جو ہمارے دین نے طے کیا ہے۔

زندگی کا سب سے بابرکت کام یہ ہے کہ ہم ایسی نیکی کا بیج بوئیں جس کے پھل شاید ہم نہ کھائیں، لیکن آئندہ نسلیں کھائیں۔ ایک مشہور واقعہ ہے:

ایک دادا اپنے باغ میں زیتون کا پودا لگا رہا تھا۔ اس کے پوتے نے پوچھا: "دادا! یہ پودا تو چالیس سال بعد پھل دے گا، اور آپ تو اس وقت تک شاید زندہ نہ ہوں، تو پھر آپ یہ کیوں لگا رہے ہیں؟"

دادا نے جواب دیا: "بیٹا! جو پھل میں آج کھا رہا ہوں، وہ بھی تو کسی اور نے چالیس سال پہلے لگایا تھا۔ میں بھی کچھ چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں تاکہ میری آنے والی نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں۔"

یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ نفع بخش کام کا مقصد فوری فائدہ نہیں، بلکہ دیرپا بہتری ہے۔ تعلیم، درخت، اخلاق، ادارے، ہنر، اور نظریاتی تربیت۔ یہ سب وہ بیج ہیں جو ہم آج بو سکتے ہیں تاکہ کل کے پاکستان کو ایک بہتر شکل دے سکیں۔

ہر شخص اپنے دائرہ کار میں کچھ نہ کچھ کر سکتا ہے:

استاد: بچوں کو ایمانداری، دیانت اور حب الوطنی سکھائے۔ تاجر: حلال رزق کمائے اور قیمتوں میں عدل کرے۔ طالب علم: اپنی تعلیم کو صرف نوکری کے لیے نہ، بلکہ خدمتِ خلق کے لیے حاصل کرے۔ ملازم: اپنے ادارے میں دیانتداری سے کام کرے۔ عالمِ دین: دین کی روح کو عوام تک صحیح انداز میں پہنچائے۔ میڈیا اہلکار: سچ اور اصلاح پر مبنی مواد پھیلائے۔

آج ہمیں فرقہ واریت، لسانیت، علاقائیت، اور نفرت انگیزی کو چھوڑ کر قومی اتحاد کو فروغ دینا ہوگا۔ پاکستان صرف پنجابی، سندھی، پٹھان، بلوچی یا مہاجر کا نہیں۔ یہ سب کا پاکستان ہے۔

14 اگست 1947 کو برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی انتھک جدوجہد، بے پناہ قربانیوں اور لازوال جذبوں کے بل بوتے پر ایک آزاد وطن حاصل کیا۔ یہ دن نہ صرف تاریخ کا ایک سنہری باب ہے، بلکہ اس میں ہمارے بزرگوں کے عزم، علماء کی دینی و ملی خدمات، اور نوجوانوں کی شہادتوں کی گواہی بھی پنہاں ہے۔ آج ہم جس آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں، وہ انہی قربانیوں کا ثمر ہے۔

علماء کی قیادت اور عوامی جدوجہد

تحریکِ پاکستان میں علمائے کرام کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ علامہ اقبال کے خواب کو مولانا ظفر علی خان، مولانا شوکت علی، اور مولانا اشرف علی تھانوی جیسے علمانے ایک حقیقت میں بدلنے کے لیے عوامی بیداری پیدا کی۔ انہوں نے نہ صرف نظریۂ پاکستان کو قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کیا، بلکہ خطبات اور تحریروں کے ذریعے عوام کو متحد بھی کیا۔ ان کی کوششوں کے بغیر یہ ممکن نہ تھا کہ مسلمانانِ ہند ایک الگ وطن کے لیے یکجان ہو پاتے۔

نوجوانوں کا لہو اور عورت کی قربانی

اس تحریک میں نوجوانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ لاکھوں افراد نے ہجرت کی صعوبتیں برداشت کیں، قافلوں پر حملے ہوئے، گھر بار چھوڑے گئے، مگر یہ سب کچھ ایک مقصد کے لیے تھا۔ "پاکستان"۔ خواتین نے بھی اس جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔ فاطمہ جناح جیسی خواتین نے قوم کی رہنمائی کی، جبکہ عام گھریلو خواتین نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں کو جہاد کے لیے میدان میں اتارا۔

آزادی کی حفاظت: ہماری ذمہ داری

آج ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس آزادی کی حقیقی روح کو سمجھیں۔ پاکستان صرف ایک خطۂ زمین نہیں، بلکہ ایک نظریہ ہے جس کی بنیاد اسلام اور مساوات پر رکھی گئی تھی۔ ہمیں اپنے اختلافات بھلا کر قومی یکجہتی کو فروغ دینا ہوگا۔ تعلیم، برداشت، اور محبت کے ذریعے ہی ہم اس وطن کو مضبوط بنا سکتے ہیں۔

14 اگست صرف جھنڈے لہرانے، تقریبات منانے، یا نعروں تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ یہ دن ہمیں اپنے بزرگوں کے خوابوں کو پورا کرنے کا عہد کرنے کا موقع دیتا ہے۔ آیئے، ہم سب مل کر پاکستان کو امن، ترقی، اور عدل کی مثال بنائیں۔

پاکستان بننے سے اب تک علماء کا مثبت کردار

ابو محمد

پاکستان کے قیام میں اور اس کے بعد اس کی نظریاتی و اخلاقی بنیادوں کی حفاظت میں علماء کا کردار نہایت اہم اور قابلِ تحسین رہا ہے۔ تحریکِ پاکستان کے دوران برصغیر کے جید علماء نے مسلمانوں میں شعور بیدار کیا، اسلامی تشخص کو اجاگر کیا اور قیام پاکستان کے مقصد کو عوام کے دلوں میں راسخ کیا۔ علامہ اقبالؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ اور دیگر کئی علماء نے اس نظریاتی جدوجہد میں کلیدی کردار ادا کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد بھی علماء نے ہر دور میں دینِ اسلام کے تحفظ، دینی اقدار کی ترویج اور اسلامی نظریے کی بقاء کے لیے بھرپور کردار ادا کیا۔ آئینِ پاکستان میں اسلامی دفعات کی شمولیت، حدود آرڈیننس، اور نظامِ صلوٰۃ وزکوٰۃ کے قیام جیسے اہم اقدامات میں علماء کی کاوشیں شامل رہیں۔ تعلیمی، عدالتی اور سماجی نظام کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے لیے مختلف ادوار میں علماء نے اصلاحی تحریکیں چلائیں۔

دینی مدارس کے قیام اور دینی تعلیم کی ترویج میں علماء نے اپنا تن من دھن لگا دیا۔ آج بھی ملک بھر میں ہزاروں مدارس علماء کی نگرانی میں اسلامی علوم کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ فلاحی، رفاہی، سماجی اور تعلیمی میدان میں بھی علماء نے ہمیشہ قوم کی رہنمائی کی ہے۔

دہشت گردی، فتنہ پرستی اور فرقہ واریت کے خلاف علماء نے اتحادِ امت کا پیغام دیا اور امن ورواداری کی فضا قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے قیام سے لے کر آج تک علماء نے ہمیشہ ملک و ملت کی رہنمائی، خدمت اور اصلاح کے لیے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔

اے ارضِ وطن

وابستہ ترے نام سے شاعر کا قلم ہے
اے پاک وطن تجھ سے مرے فن کا بھرم ہے
تو جنت افکار ہے پندار ارم ہے

تیرے لیے حاضر ہے شہیدوں کا ہنر بھی
تو غازیوں کے جوہر یکتا کا اثر بھی
ہاں مرکز ایثار ہے اخلاص کا گھر بھی

پھر کس کی نظر تیری جوانی کو لگی ہے
بھرپور بہاروں کی نشانی کو لگی ہے
یہ آگ تو بہتے ہوئے پانی کو لگی ہے

اقبال کی آنکھوں میں سلگتے ہوئے آنسو
دکھ قائداعظم کو مرا کٹ گیا بازو
توحید کے فرزند ہیں بکھرے ہوئے ہر سو

تحریک عمل ہے نہ کہیں فکر بقا ہے
ماضی کی روایات سے اب کام ہی کیا ہے
بھائی بھی ہر اک بات میں بھائی سے جدا ہے

اٹھو کہ عدو شہر کی دیوار تک آیا
اک شور سا اب کوچہ و بازار تک آیا
سفاک ارادوں کا ہنر دار تک آیا

جو اس کی طرف ہاتھ اٹھے توڑ کے رکھ دو
جو تیر چلے اس کی انی موڑ کے رکھ دو
دشمن کی اگر آنکھ اٹھے پھوڑ کے رکھ دو

مانا کہ جوانی تری کانٹوں میں تلی ہے
چنتا ہوں ترا درد کہ اب آنکھ کھلی ہے
اے ارض وطن تو مرے اشکوں سے دھلی ہے

میں تیری محبت کا اثر عام کروں گا
یہ زندۂ جاوید ہنر عام کروں گا
پھر نور نظر رنگ سحر عام کروں گا

مولوی سید ممتاز علی

یادگارِ ہجرت

بشریٰ حفیظ الدین

بی بی خدیجہ نے جب اپنے بیٹے کے سامنے پاکستان بننے

کے بیٹے نے پُرعزم لہجے میں کہا: ''ماں، دعا کرنا، جب پاکستان بنے تو سب سے پہلے وہاں پہنچ کر میں اپنی پاک سرزمین پر پہلی اذان دوں، سجدۂ شکر ادا کروں، اور اپنا جھنڈا تھاموں۔'' خدیجہ بی بی نے نرمی سے اُس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور مسکرا کر کہا: ''ان شاءاللہ، وہ وقت بہت قریب ہے، ہم سب اکٹھے جائیں گے۔''

لیکن وقت نے مہلت نہ دی، حملہ اُسی دن ہوا، جب قافلے کی تیاری مکمل ہو چکی تھی، بلوائی دروازہ توڑ کر بستی میں داخل ہو گئے، بیٹے نے ماں، بہن اور محلے کی عورتوں کو کمرے میں بند کیا، اور خود دروازے پر ڈٹ کر کھڑا ہو گیا، بظاہر وہ اکیلا تھا، لیکن اُس کے سینے میں پورے قافلے جتنا حوصلہ تھا، وہ لڑا، زخمی ہوا، اور خدیجہ بی بی کی آنکھوں کے سامنے ہی اُس کے سینے میں برچھی اُتار دی گئی، ایک لمحے کو اُس نے ماں کی طرف دیکھا، لبوں پر مسکراہٹ آئی، جیسے وہ اپنا مقصد پا چکا ہو، اور پھر وہ زمین پر گر گیا۔

جیسے ہی وہ گرا، فضا میں ایک گہرا سکوت چھا گیا، بلوائی کچھ لمحے خاموش کھڑے اُس کے جسم سے نکلتے خون کو دیکھتے رہے، جیسے اُس کے خون سے اُن کے اندر کی آگ تھم گئی ہو، جیسے اُس کی قربانی اُن کے وحشی پن کے سامنے ایک سوال بن کر کھڑی ہو گئی ہو، پھر وہ کچھ بڑبڑاتے ہوئے، تیز تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئے۔

ان کے جاتے ہی بی بی خدیجہ تڑپ کر اُس کے قریب پہنچیں، اُسے گود میں لیا، پیشانی کو بوسہ دیا، اور نم آواز میں بس اتنا کہا: ''بیٹا، تم پاکستان کے لیے جا رہے تھے، رب نے تمہیں پاکستان کی راہ میں قبول کر لیا۔'' پھر اُس کے خون آلود جسم کو ویسے ہی رب کے حوالے کیا، جیسے وہ شہادت کے لمحے میں تھا، دعا کی، اور اُسے زمین کے سپرد کر دیا۔

اگلی صبح قافلہ روانگی کے لئے تیار تھا، بستی کے در و دیوار خاموش تھے، بی بی خدیجہ نے آنگن پر آخری نظر ڈالی، دیواروں کو چھوا، اور قافلے میں شامل ہو گئیں، لاہور پہنچیں تو ہر طرف روشنی تھی، جشن تھا، جھنڈے لہرا رہے تھے، لیکن اُن کی آنکھوں میں صرف ایک تصویر تھی: وہ آخری لمحہ، جب بیٹا اُن کے سامنے مسکرا کر راہِ حق میں امر ہو گیا تھا۔

ٹمٹماتی آنکھوں سے پاکستان کی مٹی کو چوم کر انہوں نے تصور میں اپنے شہید بیٹے سے کہا:

''بیٹا، میں آ گئی، پاکستان بن گیا، اور تم جیسے شہیدوں کے دم سے ان شاءاللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔''

قائداعظم محمد علی جناح 25 دسمبر 1876 کو کراچی کے ایک تجارتی خاندان میں پیدا ہوئے. انہوں نے ابتدائی تعلیم سندھ مدرسہ السلام اور کرسچن مشن

عذرا خالد

سکول سے حاصل کی۔ جناح نے 1893 میں وکالت کی تعلیم حاصل کرنے برطانیہ گئے، تعلیم مکمل کر کے وکالت شروع کر دی۔ وکالت کا پیشہ اختیار کرنے والوں میں سب سے کم عمر محمد علی جناح تھے۔

محمد علی جناح ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے۔ محمد علی جناح بانی پاکستان ہیں اور اس جدوجہد میں زندگی کے 42 سال صرف کیے۔ ہر شعبے میں کامیاب تھے۔ انہوں نے وہ کر دکھایا جو کہ عام انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ ایسے لوگ اپنے کردار کی وجہ سے مرنے کے بعد بھی قوم کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔ محمد علی جناح ہندو مسلم اتحاد کے سفیر، ایک عظیم آئین پسند، ممتاز پارلیمنٹیرین، ایک اعلی درجے کے سیاستدان، متحرک مسلمان رہنما اور جدید زمانے کے سب سے بڑے قومی رہنما تھے۔

قیامِ پاکستان کے بعد وہ تقریباً ایک سال 72 دن قوم کے درمیان رہے۔ قائداعظم 1934 سے وقفہ وقفہ کے ساتھ علیل رہنے لگے تھے۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً 58 سال تھی گویا 58 سال سے لے کر 72 سال تک یعنی چودہ سال ان پر کام کا دباؤ اور صحت کے مختلف عوارض کے طویل اور مختصر حملے ہوتے رہے، لیکن انہوں نے ہمیشہ آزادی کی منزل تک پہنچنے کے لیے خود کو مستعد رکھا۔ قائداعظم نے ہمیشہ اس مقولے کو سامنے رکھا کہ آزادی کی تحریک صرف کام اور کام سے کامیاب ہو سکتی ہے۔

1940ء میں قائداعظم کی قیادت میں آل انڈیا مسلم لیگ نے قرارداد لاہور منظور کی جس میں پاکستان کی علیحدہ مملکت کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ قائداعظم کی کوششوں سے 14 اگست 1947ء کو پاکستان وجود میں آیا اور قائداعظم اس کے پہلے گورنر جنرل بنے۔ انہوں نے پاکستان کو ایک اسلامی جمہوریہ بنانے کا خواب دیکھا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی مسلسل جدوجہد اور قانونی جنگ کا ثمر تھا۔ انھوں نے اپنی سیاسی و قانونی بصیرت کا مظاہرہ کر کے برصغیر کے نقشے پر ایک آزاد مملکت پاکستان کا قیام ممکن کر دکھایا۔ 15

اگست 1947ء کو قائداعظم نے پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کا حلف اٹھایا۔ اگلے مرحلے میں پاکستان کی پہلی کابینہ نے حلف اٹھایا اور نوابزادہ لیاقت علی خان ملک کے پہلے وزیراعظم مقرر ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی اردو کو پاکستان کی سرکاری زبان کا درجہ دیا گیا۔

یکم جولائی 1948ء کو قائداعظم محمد علی جناح نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کیا۔ قیام پاکستان کے بعد سے قائداعظم مستقل مصروف رہتے تھے۔

قائداعظم کی کرشماتی شخصیت اور سیاسی تدبر کو دیکھتے ہوئے پاکستان میں موجود ریاستوں کے نوابوں نے پاکستان میں شمولیت اختیار کی۔ پاکستان میں واقع ریاستوں کے نوابین سے ملاقات کے لیے قائداعظم نے طوفانی دورے کیے۔ قائداعظمؒ اقوام متحدہ کی مکمل رکنیت کے حامی تھے، جس کے لیے 13 اگست کو ابوالحسن اصفہانی کو امریکا بھیجا گیا۔ امریکا سے تعلقات استوار کرنے کا کام ابوالحسن اصفہانی کو سونپا گیا کہ وہ امریکا کے ساتھ برادرانہ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کریں۔

14 جولائی 1948 کا دن تھا جب نوزائیدہ ملک کے بانی اور گورنر جنرل پاکستان محمد علی جناح کو ان کی علالت کے پیش نظر کوئٹہ سے زیارت منتقل کیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ فقط 60 دن زندہ رہے اور 11 ستمبر 1948 کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ بابائے پاکستان کے یہ آخری 60 دن پاکستان کی تاریخ کے اہم دن ہیں۔ ان ہی دنوں میں بانی پاکستان کو

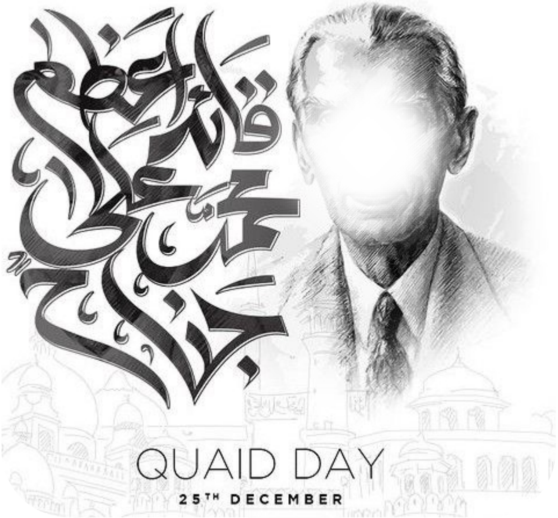

کوہٹہ سے زیارت منتقل کر دیا گیا۔ جناح زیارت میں ایک ماہ قیام کے بعد جب 13 اگست 1948 کی شام کوئٹہ واپس پہنچے تو انھوں نے اپنی معالج ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش سے کہا: 'بہت اچھا کیا کہ آپ مجھے یہاں لے آئے۔

کوئٹہ پہنچنے کے بعد 16 اگست کو قائداعظم کے دوبارہ ٹیسٹ اور ایکس رے لیے گئے جس کے نتائج بہتر آئے تو ان کے ڈاکٹر نے ان کو دفتری کام کرنے کی اجازت دے دی۔ قائداعظم سخت بیماری کی حالت میں بھی ملک و قوم کے لیے پریشان رہتے تھے۔ یکم ستمبر 1948 کو جناح نے زیارت سے بری فوج کے سربراہ جنرل ڈگلس گریسی کے نام خط تحریر کیا جو ان کی آخری تحریر ثابت ہوئی۔ اس خط میں انہوں نے لکھا: 'میں نے آپ کے خط کی ایک نقل قائداعظم ریلیف فنڈ کے نائب صدر کو بھیج دی ہے اور میں نے اس فنڈ میں سے تین لاکھ روپے کی امداد کی منظوری دے دی ہے جو

تھل پروجیکٹ کے مہاجر فوجیوں کی بہبود کے لیے مخصوص ہے۔' دس ستمبر 1948 کو جناح صاحب کے ڈاکٹر نے فاطمہ جناح کو مطلع کیا کہ اب جناح کے صحت یاب ہونے کی امید نہیں ہے۔

غالباً اسی دن جناح پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس بے ہوشی کے عالم میں ان کی زبان سے بے ربط الفاظ ادا ہو رہے تھے کہ 'کشمیر۔۔۔ انھیں فیصلہ کرنے کا حق دو۔۔۔ آئین۔۔۔ میں اسے مکمل کروں گا۔۔۔ بہت جلد۔۔۔ مہاجرین۔۔۔ انھیں ہر ممکن۔۔۔ مدد دو۔۔۔ پاکستان۔۔۔'

گیارہ ستمبر 1948 کو جناح صاحب کو طیارے تک پہنچا دیا گیا۔ جب انھیں طیارے تک لے جایا جا رہا تھا تو عملے نے انھیں سلامی دی اور پھر سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جناح نے انتہائی نقاہت کے باوجود فوراً ہی ان کا جواب دیا۔ ان کے ہاتھ کی جنبش سے محسوس ہوتا تھا کہ بستر مرگ پر بھی ان کو نظم و ضبط کے تقاضوں کا مکمل احساس تھا۔

کوئٹہ سے کراچی دو گھنٹے میں سفر طے ہوا۔ دوران سفر بار بار آکسیجن دی جاتی رہی۔ طیارہ جناح کو لے کر سہ پہر سوا چار بجے ماری پور کے ایئرپورٹ پر اترا۔ جناح کی ہدایت پر انھیں لینے کے لیے آنے والوں میں نہ حکومت کا کوئی آفیسر تھا، اور نہ کوئی لمبا چوڑا پروٹوکول، گورنر جنرل کے سٹاف نے انھیں سٹریچر پر ڈال کر فوجی ایمبولینس میں منتقل کیا۔ فاطمہ جناح اور دیگر لوگ ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

جناح کی ایمبولینس نے صرف چار میل کا فاصلہ طے کیا تھا کہ اس کا انجن ایک جھٹکے کے ساتھ بند ہو گیا۔ اسی کے ساتھ ایمبولینس کے پیچھے پیچھے آنے والی کار، سامان بردار ٹرک اور دوسری گاڑیاں بھی رک گئیں۔ قائد کی حالت بہت خراب تھی اور ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا جا سکتا تھا۔ فاطمہ جناح کے حکم پر ملٹری سیکریٹری اپنی کار میں ایک اور ایمبولینس لینے کے لیے روانہ ہو گئے۔ یہ لمحات قائد اعظم کی جان بچانے کے لیے بہت اہم تھے۔

ڈاکٹر الٰہی بخش بار بار اپنے قائد کی نبض دیکھتے تھے جو بتدریج ڈوب رہی تھی۔ دوسری ایمبولینس ائی اور بانی پاکستان شام چھ بج کر دس منٹ پر گورنر جنرل ہاؤس پہنچے۔ ایئرپورٹ سے رہائش گاہ تک کا نو میل کا فاصلہ جو زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ میں طے ہو جانا چاہیے تھا تقریباً دو گھنٹے میں طے ہوا۔ یہ تکلیف دہ سفر بانی پاکستان نے اس کسمپرسی کے عالم میں طے کیا کہ ہماری تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔ گورنر جنرل ہاؤس پہنچنے کے بعد جناح سوا چار گھنٹے بعد اپنے خالق سے جا ملے۔

فاطمہ جناح 'مائی برادر' میں لکھتی ہیں: 'جناح نے دو گھنٹے کی پر سکون اور بے خلل نیند کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں، سر اور آنکھوں سے مجھے اپنے قریب بلایا اور میرے ساتھ بات کرنے کی آخری کوشش کی۔ ان کے لبوں سے سرگوشی کے عالم میں نکلا: فاطی۔۔۔ خدا حافظ۔۔۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔' پھر ان کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

علماء نہیں ہوتے تو ہندوستان میں دین ختم ہو جاتا

زینب نعیم

دس نسلوں تک کوئی عالم پیدا نہیں ہو گا آج کے دور میں بچوں کے دلوں میں علم دین اور عالم دین کا مرتبہ و مقام پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

مولانا عمر صاحب پالنپوری رحمت اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ زندگی میں کبھی کسی عالم کی برائی مت کرنا اور کسی عالم کی ذات میں کوئی عیب مت نکالنا۔

اگر تم نے کسی عالم کو برا کہا اور اسکے علم کو حقیر سمجھا تو اللہ تمہاری 10 دس نسلوں تک کوئی عالم پیدا نہیں کریگا۔

۱) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اگر علماء نہ ہوتے تو عوام الناس ڈھور اور ڈنگروں کی سی زندگی گزارتے۔

۲) شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اہانت علم اور اہانت اہل علم کفر ہے۔

۳) مولانا گنگوہی فرماتے ہیں جو علماء ربانین کی حقارت کرتا ہے اس کی قبر کو کھود کر دیکھو اس کا منہ قبلہ سے پھیر دیا جاتا ہے۔

۴) مولانا الیاس صاحب سے کسی نے شکایت کی کہ حضرت مقامی علماء کام میں ساتھ نہیں دے رہے ہیں اس پر حضرت نے غصہ سے فرمایا: خبردار آئندہ علماء کی شکایت کرنے سے پرہیز کرو ورنہ تمہارا ایمان پر خاتمہ نہ ہوگا۔

۵) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کرام کی مثال ستاروں کی سی ہے جب چمکتے ہیں تو لوگ ان سے راہ پاتے ہیں اور جب چھپ جاتے ہیں تو لوگ حیران و پریشان رہ جاتے ہیں اور عالم کی موت اسلام کا ایسا رخنہ ہے جس کی اصلاح قیامت تک ممکن نہیں۔

۶) علماء وارثینِ نبی ﷺ ہیں جس نے علماء کو تکلیف دی اس نے اللہ کے نبی ﷺ کو تکلیف دی. (مفہوم حدیث)

۷) اگر علماء اللہ تعالی کے دوست نہیں تو عالم بھر میں کوئی اللہ تعالی کا دوست نہیں۔

۸) اللہ تعالی علیم ہے علماء کو دوست رکھتے ہیں۔

۱۰) شاہان اسلام اور ان کے اراکین سلطنت کا فرئضہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں اسلام کو ترقی دیں، علماء و مشائخ کا احترام کریں اور ان کو دوست رکھیں، اور ظالموں کا قلع قمع کر کے ملک کو عدل وانصاف سے آراستہ کریں تاکہ اہل ملک امن وسکون سے زندگی بسر کریں (شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہ اللہ)۔

۱۱) علم کے معاملے میں قناعت نہیں کرنی چاہئے، عالم سے ہمیشہ تعلق استوار رکھنا چاہئے۔ (حضرت علی ثانی خواجہ سید علی ہمدانی رحمہ اللہ)۔

۱۲)میرے بیٹوں: عالم اور فاضل حضرات کے ساتھ صحبت رکھنا جاہلوں سے پرہیز کرنا عقلمندوی کی نشانی ہے(سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ کی وصیت صاحبزادوں

۱۳مسجدیں ہدایت کی منڈیوں ہیں اور علماء ربّانی دکاندار، اور دکان ان کا سینہ ہے، اور قرآن مال ہے، مسلمان خریدار ہے، اور ایمان پونجی ہے، جو خالص نیت سے ایمان خریدنے یہاں آتا ہے خالی ہاتھ نہیں جاتا۔

۱۴)نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے، اس کے سوا باقی تمام کمالات نبوی کے حاملین(علماء کرام)اب تک رہے ہیں، اب بھی موجود ہیں اور قیامت تک رہیں گے، انہی کی صحبت میں اصلاح حال ہوتی ہے۔

۱۵)تم کہتے ہو ملّا بے ایمان ہے، اگر مولوی سوکھے ٹکڑے کھا کر قرآن کو سینے سے نہ لگاتا تو ہندوستان میں اسلام ختم ہو جاتا۔ {حضرت لاچوریؒ}

۱۶)بیٹا! علم شریعت سے دور نہ ہٹنا، علم فقہ پڑھ عالم بن {سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ماہنامہ فیضان مدینہ لاہور ص ۲۴}

۱۷)خلیفہ عبدالملک بن مروان کی وصیت اپنے لڑکوں کو: عالم بنو کیونکہ مالدار ہوئے تو علم تمہارا جمال ہوگا اور غریب ہوئے تو علم تمہارے لئے دولت ثابت ہوگا۔

۱۸)بیٹا ہر علم میں سے ایک اچھا حصہ حاصل کرو کیونکہ آدمی جس علم سے جاہل ہوتا ہے اس سے بغض رکھتا ہے اور مجھے منظور نہیں کہ تم کسی علم سے بغض رکھو۔ حضرت یحیٰ ابن خالد برمکی رحمہ اللہ کی وصیت اپنے بیٹے کو۔

۱۹)جو باتیں ہم نے کسی عالم سے سیکھی ہیں ان پر خود عمل کریں اگرچہ وہ عمل نہ کرتا ہو اور اسے برا کبھی نہ سمجھے اور اسے عزت دو جب کوئی شخص کسی مسئلہ میں علماء کی نقل کی مخالفت کرے تو اپنے دوستوں کو اس پر اعتراض میں جلدی کرنے سے روکیں اپنے دوستوں کو تاکید کریں کہ جب کسی عالم یا درویش کے پاس جانا چاہیں تو اپنی عقل کے ترازو کو توڑ کر ان کے پاس جایا کریں {امام العارفین والاصولین علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ}

۲۰)علماء و صالحین کو عمدہ کپڑے پہنتے اور لذیذ کھانے غذائیں کھاتے دیکھ کر جلدی سے ان پر اعتراض نہ کیا کریں جب ہم کسی حاکم یا رکنِ سلطنت سے ملیں تو اپنے ہم عصر علماء اور درویشوں کو اس کی نظر میں بڑھائیں۔

{واسا یا انبیاء اولیاء انسیکلوپیڈیا/۲/۱۵۰}

۲۱)جب ہم مسلمانوں کے علماء میں شمار ہونے لگیں تو اپنے شہر والوں میں سب سے زیادہ کریم اور صاحب ایثار بن جائیں، کسی وعظ میں جائیں تو واعظ سے پہلے پوری توجہ کے ساتھ اپنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء و انبیاء کا نائب سمجھیں۔

۲۲)علماء کی صحبت اور کتب حکمت کے مطالعے سے مسرت بخش زندگی حاصل ہو سکتی ہے۔

۲۳)عالم و عابد دونوں بزرگ ہیں لیکن عالم اپنے ساتھ دوسروں کو بھی منزل مقصود تک پہنچاتا ہے، برخلاف اس عابد کے کہ وہ صرف اپنی ہی کامیابی کی دھن میں لگا رہتا ہے {مخزن اخلاق/۲۵۸}

ام رومان بنت عبد الماجد

پاکستان محض ایک ٹکڑا نہیں، بل کہ لاکھوں جانوں کی قربانی ہے، بے شمار خوابوں کی تعبیر اور ایک نظریاتی ریاست کی عملی صورت ہے۔

یہ وطن اسلام کے نام پر قائم ہوا، تاکہ مسلمان ایک آزاد فضا میں اپنے دین، تہذیب اور اصولوں کے مطابق زندگی گزار سکیں، پاکستان اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ ایک انمول نعمت ہے، جو 14 اگست 1947 کو لاکھوں قربانیوں، انتھک جدوجہد اور بے مثال عزم کے بعد معرضِ وجود میں آیا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح اور ان کے رفقاء کی انتھک محنت اور مسلمانوں کی بے شمار قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ایک آزاد ملک میں سانس لے رہے ہیں۔ لیکن آزادی صرف جشن منانے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے جو ہر پاکستانی پر عائد ہوتی ہے۔

آج جب ہم پاکستان کی موجودہ حالت پر نظر ڈالتے ہیں، تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ترقی کی وہ راہیں جن کا خواب ہمارے آباؤاجداد نے دیکھا تھا، وہ ابھی مکمل طور پر حاصل نہیں ہو سکیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم میں سے اکثر نے بحیثیت پاکستانی اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا نہیں کیا۔ ایک قوم کی ترقی صرف حکومت یا چند افراد کی ذمہ داری نہیں ہوتی، بلکہ ہر شہری کو اپنا مثبت کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ آج جب ہم 77 برسوں کے بعد اپنے کردار پر نظر ڈالتے ہیں، تو ہم دیکھتے ہیں کہ آج پاکستان ہمیں پکار رہا ہے، اس کی فضا اس کی مٹی، اس کا پرچم ہم سے سوال کر رہا ہے:

"میں نے تمہیں آزاد کیا، تم نے کیا دیا؟"

ہمارا اصل کردار ایک ایسا فرد بننے کا ہے جو اپنے مذہب، قانون اور معاشرتی اقتدار کا وفادار ہو۔

آیئے!! ہم خود کو بدلتے ہیں، ہمیں اپنے بچوں کو سکھانا ہے، اپنے عمل سے حب الوطنی دکھانی ہے اور اپنے کردار سے دنیا کو بتانا ہے کہ پاکستان ایک زندہ قوم ہے، جو نہ جھک سکتی ہے، نہ بک سکتی ہے، نہ بکھر سکتی ہے۔

کیوں کہ جب ہم بدلیں گے، تو پاکستان بدلے گا، اور جب پاکستان بدلے گا تو دنیا دیکھے گی کہ ہم بھی ایک عظیم قوم ہیں۔

"پاکستان زندہ باد"

"پاکستان پائندہ باد"

پیغام پاکستان

خواتین کا اپنے ہم وطنوں کے نام

اے قوم کے نوجوانو! یہ وطن تم سے ہے اور تم اس سے ہو۔ لہٰذا اپنی ذمے داری پہچانو، اس آزادی کے موقع پر تجدید عہد کرو کہ تم اس ملک کے نگہبان بنو گے۔ اقراء اعظم۔ کراچی

میرے عزیز ہم وطنو! ہماری ترقی کا راز ایمانداری، سچائی کے پردے میں چھپا ہوا ہے لہٰذا ہر طبقہ مزدور سے لے کر امراء تک کو اپنا شعار بنانا ہو گا۔

رقیہ۔ حیدر آباد

پاکستان اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کریں نعت پر شکر کرنے سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے جتنی قدر کریں گے ملک پاکستان ترقی کرے گا۔ ان شاء اللہ۔ بنت احمد

پیارے ہم وطنو! بے یقینی اور احساس کمتری سے قطعی طور پر دور رہیں، اللہ تعالیٰ پر یقین سے انسانی قلب و روح کو طاقت حاصل ہوتی ہے، اور پاک پروردگار نے بھی مایوسی کو گناہ قرار دیا ہے۔ رخسانہ کامران کراچی

ملکِ عزیز کی 78 ویں سالگرہ پر آیئے عہد کریں کہ ہم بدعنوانی اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ خولہ بنت اسماعیل، لیہ

زندگی بہت آسان ہے بس کسی کی ٹوہ میں رہنا اور حسد کرنا چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ ٹوہ میں رہنے والا پر سکون کبھی ہو نہیں سکتا اور حسد کرنے والے کو اس کا دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ عمارہ فہیم

پیارے ہم وطنو! وہی قومیں ترقی کرتی ہیں جو وقت کی قدر کرتی ہیں، لہٰذا اپنا ہر کام وقت پر کرنے کی عادت اپنائیں۔ ام رومان بنت عبد الماجد

پیارے پاکستانیو! "اسوہ حسنہ ہی وہ چراغ ہے جس کی روشنی میں ہم سراغِ منزل پا سکتے ہیں۔" ام محمد جواد (اہلیہ محمد جنید) کراچی

"اے نسلِ نو! قلم کو نوکِ نیزہ نہیں، مشعلِ راہ بناؤ، کہ تاریکیوں کا خاتمہ دلیل و دانش سے ہوتا ہے، نفرت سے نہیں۔ فاطمہ عبد المجید چشتیاں

ریاست مدینہ کے قیام کے بعد پاکستان پہلی مسلم مملکت ہے۔ بحثیت مسلمان ہم اسکی حفاظلت کریں۔ سیمار ضوان کراچی

عزیز محبانِ وطن! کیوں نا اس یومِ آزادی پر ہم یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم اپنے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بناتِ حوا کے تحفظ کے لیے ہر ممکن اقدامات کریں گے!! ان شاء اللہ!! سعدیہ اجمل شیخوپورہ

"پیارے مسلمانو! عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، اس کا تحفظ بھی ہم سب پر لازم ہے۔"
بنت قاری عبد الشکور (لیہ)

بنت احمد کراچی

وہ کسی کام سے دادی کے پاس آئی تو حیرت سے رک گئی دادی کرسی پر ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے نیم دراز تھیں اور بند انکھوں سے انسو بہہ، بہہ کر گالوں پر گر رہے تھے کمرے میں نغمے کے بول گونج رہے تھے وہ حیران سی ان کو دیکھتی رہ گئی۔

آج 14 اگست تھی اور گھر میں ایک ہلچل تھی اسکول والے بچے اسکول کے پروگرام کی تیاری میں لگے ہوئے تھے کسی نے قومی نغمہ پڑھنا تھا۔کسی کو تقریری مقابلے میں شرکت کرنی تھی۔ایک افراتفری تھی امی ناشتہ بنانے کے ساتھ ساتھ ان بچوں کو بھی دیکھ رہی تھیں. بڑے بچوں کی اپنی تیاری تھی کسی کو دوستوں کے ساتھ جانا تھا۔ بڑی بچیوں کو کوئی جلدی نہیں تھی کیونکہ ان کو آرام سے جانا تھا تو ایسے میں جب وہ کسی کام سے دادی کے کمرے میں گئی اس کو اپنے آزادی کے پروگرام کے حوالے سے کوئی بات کرنی تھی دادی سے تو وہ پوچھنے کے لیے جیسے ہی دادی کے کمرے داخل ہوئی تو اس نے یہ منظر دیکھا!

اور یہ کوئی نئی بات نہیں تھی ہمیشہ "14 اگست" پر اس طرح کا منظر دیکھنے میں اتا تھا. وہ ہمیشہ حیران ہوتی تھی کہ اخری کیا وجہ ہے دادی اس طرح سے 14 اگست کے دن ہمیشہ رو رہی ہوتی ہیں اور اس طرح سے قومی نغمے چل رہے ہوتے ہیں لیکن اس کو کیونکہ جلدی تھی اور اتنے میں اس کی چھوٹی بہن دادی کو ناشتے کے لیے بلانے کے لیے کمرے میں آگئی تو پھر وہ بات ائی گئی ہو گئی لیکن وہ سوچتی رہی کہ رات میں ضرور وہ دادی سے بات کرے گی کہ آخر اس طرح سے کیوں ہوتا ہے.

یہ اشفاق صاحب کی فیملی تھی وہ بہت محب وطن اور اچھا نیک گھرانہ تھا ان کی دو بیٹیاں اور تین بیٹے تھے تو بیٹیاں دادی سے بہت اٹیچ تھی پورا گھرانا ہی ماشاءاللہ بہت اچھا رکھ رکھاؤ والا تھا اور پاکستان سے محبت کرنے والا تھا خاص طور سے 14 اگست کے لیے بڑا اہتمام

ہوتا تھا۔

رات میں جب سب کھانے وغیرہ سے فارغ ہوئے تو منزہ کو یاد آیا کہ دادی امی سے بات کرنی ہے تو اس نے دادی سے سوال کیا کہ وہ 14 اگست کے دن ہمیشہ اس طرح سے کیوں رو رہی ہوتی ہیں منزہ نے ان کے دونوں کندھوں پر بڑے پیار سے ہاتھ رکھ کر یہ سوال کیا! سب لوگ بھی دادای کی طرف متوجہ ہو گئے اشفاق صاحب نے بھی ایک نظر اپنی والدہ کو دیکھا!۔۔ کہ وہ کیا کہتی ہیں۔ دادی نے ٹھنڈی سانس بھری۔

اور پیار سے منزہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا! بیٹا یہ جو 14 اگست مناتے ہو تو یہ دن شور شرابے اور جھنڈے لگانے کا نہیں۔ بلکہ ایک تاریخ ہے قربانیوں کی یہ وطن پاکستان وجود میں آیا۔ پاک وطن جس کو اج ہم نے غیروں کے طور طریقے سے اپنا کر ناپاک کر دیا ہے۔ ناپاک کس طرح سے؟ چھوٹی بہن حمنہ نے حیرت سے سوال کیا!؟ ناپاک اس طریقے سے کہ ہم لوگوں نے کفار کے طریقے اپنائے ہوئے ہیں. آزادی کے نام پر بھنگڑے، ناچ گانے، فائرنگ یہ آزادی ہے؟ اور یہ کس کی تہذیب ہے؟ ہم نے اپنے وطن کو گندا کر دیا ہے ان حرکتوں سے یہ سب کچھ کرنا تھا تو ہمیں پاکستان بنانے کی کیا ضرورت تھی. پاکستان کا مطلب ہے پاک وطن اور یہ وطن اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا تو اسلام کو بھی گندگی کا ڈھیر بنایا جا رہا ہے۔

اس وطن کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے بڑوں نے قربانی دی ہیں۔ لاکھوں لوگوں کا خون بہا ہے۔ خود میرے اپنے گھر والے میری انکھوں کے سامنے بے دردی سے ذبح کر دیے گئے. ہندو بنیوں نے ہندو ظالموں نے ان کو اتنی بے دردی سے قتل کیا۔ خوف کی وجہ سے میری آواز بھی نہ نکلی۔ میں اس لیے بچ گئی کہ میں کیونکہ لاشوں کے ڈھیر کے نیچے دب گئی تھی مجھے دیکھ نہیں سکے تو اس لیے میں بچ گئی یہ کہتے کہتے دادی اماں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں تو ابو جلدی سے ان کے لیے پانی لے کر آئے باقی سب بھی سر جھکائے خاموشی سن رہے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کہ سب ان کا ہی قصور ہے۔

وہ سب اس بات سے متفق تھے کیونکہ یہی سب کچھ برسوں سے دیکھ اور کر رہے تھے۔ حقیقی آزادی کا مطلب تو سب بھول ہی چکے تھے تو بہر حال سب دل، دل میں بہت شرمندہ تھے اور دل میں خود سے عہد کر رہے تھے کے انشاءاللہ اب ہم آئندہ یوم آزادی اس طرح سے نہیں منائیں۔ ان سب نے دادی سے معذرت بھی کی اور یہ کہا!...

انشاءاللہ ائندہ ایسی کوئی بھی حرکت نہیں کریں گے جس سے ہمارے پاک وطن پر کوئی انچ آئے یا اس ملک کو کوئی نقصان پہنچے۔ دادی نے نم آنکھوں سے سب کو گلے لگایا۔

یہ وطن تمہارا ہے　　　　ہو پاسباں اس کے

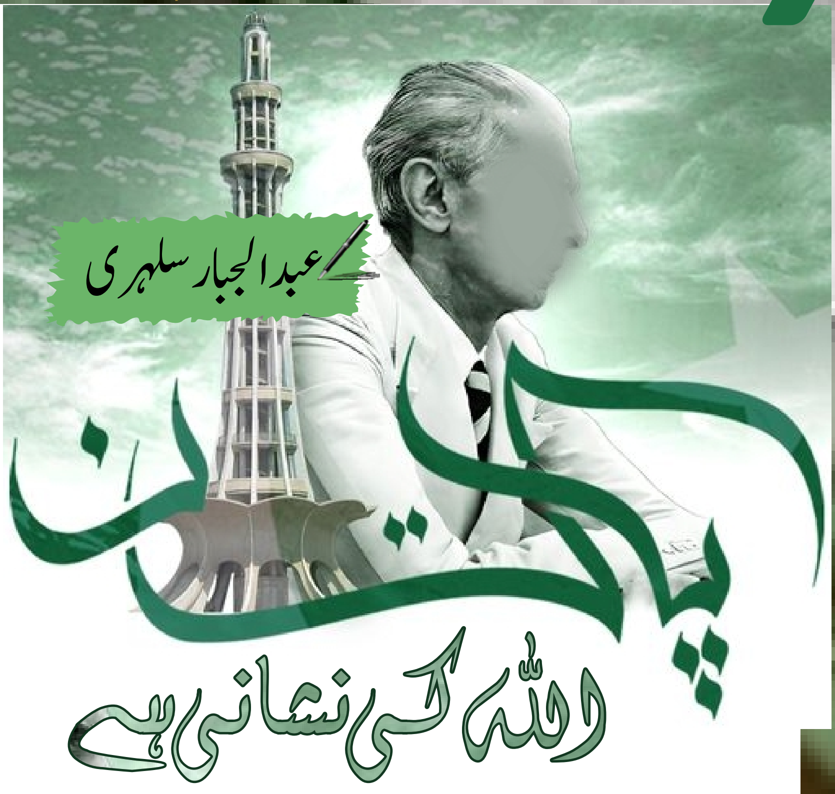

پاکستان اللہ کی نشانی ہے

عبدالجبار سلہری

تاریخ میں کئی ریاستیں معرضِ وجود میں آئیں، مگر دنیا میں دو ریاستیں ایسی قائم ہوئیں جن کی بنیاد خالص دینی نظریات پر رکھی گئی، ایک اسرائیل اور دوسری پاکستان، پاکستان جس کی اساس لاالٰہ الااللہ پر رکھی گئی، نہ تو صرف سیاسی جدوجہد کا نتیجہ تھا، نہ ہی کسی جغرافیائی تقسیم کا اتفاق، بلکہ یہ تو دعائے مظلوم، اشکِ مجاہد اور نعرۂ تکبیر کا وہ معجزہ تھا جو صدیوں کے جبر کے بعد تقدیر کی کتاب سے ابھرا۔ قائدِ اعظم کے فرمان کے مطابق پاکستان اسی روز قائم ہو گیا تھا جب برصغیر میں پہلے شخص نے کلمہ شہادت پڑھا تھا۔ تب سے اب تک توحید کے ہر پروانے کے دل میں محبت پاکستان کی شمع روشن ہے۔

الکھ نگری صفحہ 968 پر ممتاز مفتی لکھتے ہیں کہ 1857ء میں جب ہندوستان میں پہلی جنگ آزادی لڑی گئی، اس نے فرنگی عہد کا نام و نشان مٹا دیا۔ تب حضرت مہاجر مکیؒ نے ایک علاقے پر قبضہ کر کے وہاں اسلامی حکومت قائم کر لی۔ یہ اسلامی حکومت کچھ عرصہ قائم رہی پھر انگریزوں نے اپنا لشکر روانہ کر کے فرنگی فوج، توپ، بندوق، اسلحہ، کیمپ اور نفری منگوائی اور ہر ممکن کوشش کر کے اس حکومت کا خاتمہ کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ انہوں نے حضرت مہاجر مکیؒ کی اسلامی ریاست کا خاتمہ کر دیا۔ گولا باری کی اور اس میں شدت بڑھالی، حضور مہاجر مکیؒ کو گرفتار کر لیا گیا۔

حضرت مہاجر مکیؒ کا مسلمانوں میں بڑا اثر و رسوخ تھا، یہاں تک کہ غیر مسلم بھی ان کا احترام کرتے تھے۔ انگریز ڈرتا تھا کہ حضور کی گرفتاری پر حالات خراب نہ ہو جائیں، ساتھ ہی وہ اپنا وقار قائم رکھنے کے لیے ضروری سمجھتا تھا کہ ان کی بے توقیری کرے، لہٰذا انگریز نے حضور کے ہاتھ باندھ دیے اور برسرِ عام ان کا جلوس نکالا۔ ایک لحیم شحیم مجذوب نے جلوس کے راستے کو روک لیا، وہ حضور سے مخاطب ہوا: ''دیکھ یہ نا سمجھو کہ تمہاری کوشش ناکام گئی جو بیج تو نے بویا ہے، نوے سال بعد اس میں سے کونپل پھوٹے گی۔'' نوے سال بعد قیامِ پاکستان عمل میں آیا۔

حضرت مہاجر مکیؒ کے آخری مرید جناب حاجی

عبدالمجید نے جن کا سال ہی میں اسلام آباد میں انتقال ہوا، یہ چمکتا ایک تارا ہوا، انہوں نے اس واقعے کی تصدیق کی۔

جب 23 مارچ 1940 کو لاہور کے منٹو پارک میں قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے علیحدہ ریاست کی بات کی، تو بہت سوں نے اسے خام خیالی سمجھا۔ مگر یاد رکھو، بقول شاعر:

جو کر رہا ہے فلک، نقش پا تقدیر
وہ خاک کیا جانے، خاک میں کیا چھپا ہے؟

قیامِ پاکستان، درحقیقت، ایک مظلوم قوم کی اجتماعی دعاؤں کا ایسا قبول شدہ لمحہ تھا، جو اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نمایاں نشانی بن کر ابھرا۔ سورہ آل عمران آیت 160 میں اللہ فرماتا ہے: "اگر اللہ تمہاری مدد کرے، تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔" کیا یہ آیت پاکستان کے قیام پر صادق نہیں آتی؟ برطانیہ جیسی سلطنت، ہندو اکثریت کی سازشیں، سکھوں کی عداوت، اور داخلی کمزوریاں ان سب کے باوجود ایک ایسی ریاست کا وجود میں آ جانا جو کلمہ گو افراد کی پناہ گاہ ہو، یہ خود ربّ کی مدد کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے نمرود کی سلطنت کو للکارا، تو آگ کو پھولوں کا بستر بنا دیا گیا۔ بعینہٖ، جب برصغیر کے مسلمان اپنی شناخت کے لیے اٹھے، تو انگریز کی سیاست، ہندو کی معیشت اور سکھ کی بندوق، تینوں نے مل کر مخالفت کی۔ مگر قدرتِ خداوندی کا فیصلہ کچھ اور تھا۔ پاکستان کا مطلب، لا الہ الا اللہ، صرف ایک نعرہ نہیں تھا بلکہ ایک عہد تھا کہ ہم اس ملک کو قرآن و سنت کے مطابق چلائیں گے۔ مگر کیا آج کا پاکستان اس عہد پر قائم ہے؟ یہ سوال ہمیں روزانہ اپنے ضمیر سے پوچھنا ہوگا۔

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے 28 مارچ 1941 کو دہلی میں فرمایا: "پاکستان کا مطلب صرف ایک ریاست حاصل کرنا نہیں، بلکہ اسلام کے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی ہے۔" (خطباتِ قائدِ اعظم، مطبوعہ نیشنل بک فاؤنڈیشن)

اسی طرح علامہ اقبال نے اپنے خطبہ الٰہ آباد 1930 میں فرمایا تھا: "میں مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ ریاست چاہتا ہوں جہاں وہ آزادانہ اسلامی اقدار کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔"

یاد رکھو! یہ سرزمینِ پاک محض ایک نقشہ نہیں، یہ ایک عہدِ خداوندی ہے۔ یہاں غداری محض جرم نہیں، قانونِ قدرت کی ضد ہے اور جو بھی اس ضد پر ڈٹا، وقت نے اُسے عبرت کا نشان بنا کر تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک دیا۔

لیاقت علی خان نے جب ریاست کے نظریے پر پہلا سمجھوتہ کیا، گولی نے فیصلہ سنا دیا۔ سکندر مرزا نے آئین کی قبر کھودی، لندن کے ہوٹلوں میں برتن دھو کر کفارہ ادا کیا۔ ایوب خان نے جمہوریت کا گلا گھونٹا، انجام گوشہ گمنامی میں رُلنا لکھا گیا۔ یحییٰ خان نے ملک توڑا، مے کشی میں برباد ہوا، کوئی فاتحہ خوانی کو نہ آیا۔ ذوالفقار علی

بھٹو نے قوم کو نعرے بیچے، اسی تختۂ دار پر جھولے جہاں انصاف پکار رہا تھا۔ بینظیر بھٹو نے بیرونی ایجنڈے کی گود میں پناہ لی، تو اُسے ایک جلسے میں گولی نے خاموش کر دیا۔ پرویز مشرف نے آئین روند کر ''سب سے پہلے پاکستان'' کہا، اللہ نے اُس پر ایسی بیماری مسلط کی کہ کف افسوس ملتا رہا۔ نواز شریف نے سودی نظام کو پاکستان میں لا یا اللہ کو چیلنج کیا، تو تخت سے فرش تک کا منظر نامہ رقم ہو گیا۔ زرداری نے ملکی دولت کو اپنی جاگیر سمجھا، تو عوام نے اُسے مسکراہٹوں میں دفن کر دیا۔ عمران خان نے ریاست مدینہ کا نام لے کر فتنہ کھڑا کیا، تو آج وہ تنہائی، رسوائی اور بند دروازوں کا قیدی ہے۔

جس نے بھی اس مٹی کے نظریے سے کھلواڑ کیا، اللہ نے اُسے زمین پر رسوا اور آسمان پر لعنت زدہ کر دیا۔ یہ صرف سیاسی تاریخ نہیں، یہ ربِ ذوالجلال کا نظامِ عدل ہے، جو ہر فرعون کے لیے ایک موسیٰ رکھتا ہے، ہر نمرود کے لیے ایک ابراہیم، اور ہر ابو جہل کے لیے ایک بدر۔ پاکستان اللہ کے نام پر بنا ہے، جو بھی اس کے خلاف چلا، وہ یا تو گولی سے مارا گیا، یا بیماری سے، یا ذلت سے، یا خاموش موت سے۔ سب نشانِ عبرت بنے، سب کی قبریں گواہ ہیں۔ یہ رب کی زمین ہے. یہاں غداروں کے لیے جگہ نہیں۔ یاد رکھو! تاریخ خاموش نہیں، ہر چوراہے پر دہائی دیتی ہے: ''جس نے پاکستان کے ساتھ غداری کی، وہ آج نشانِ عبرت ہے!''

ایک سرزمیں کا خواب

خولہ بنت اسماعیل

کچھ عرصہ پہلے ایک نوجوان (جسے دنیا قائد ملت کے نام سے یاد کرتی ہے) نے ایک خواب دیکھا اور اس خواب کو پورا کرنے کے لیے اس نے دن رات ایک کر دیے۔ وہ خواب کوئی عام سا نہیں تھا بلکہ بہت عظیم تھا، اک ایسی جنت جیسی سر زمین کا خواب جہاں دین اسلام کے قوانین کے مطابق فیصلے کیے جائیں، جہاں عورت کو وہ حقوق حاصل ہوں جو شریعت محمدی میں عورت کو حاصل ہیں، ایک ایسی سر زمین جہاں کے جوان بہادر، دلیر اور غیرت مند ہوں جو اپنے اسلاف کی یاد تازہ کر دیں، ایسی سر زمین ہو جہاں فیصلے قرآن مجید کی مدد سے کیے جاتے ہوں۔

اس خواب کی تعبیر کے لیے اس مرد آہن نے اپنی ذاتی زندگی کو پس پشت ڈال دیا، نوجوانوں میں آزادی کی آگ بھڑکائی گئی، اب ہر عام آدمی یہی خواب دیکھنے لگا،

ہر ماں کا خواب تھا کہ ان کے بیٹے اس جنت جیسی سر زمین کے لیے قربان ہو جائیں، ہر بہن اور بیٹی نئی امنگ لیے اس خواب کی تکمیل کے لیے پر عزم تھیں جہاں انھیں ان کے حقوق مل سکیں۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ قدرت مہربان ہو گئی خدا نے محنت کا صلہ دے دیا اور وہ دن آ گیا جس کا سب کو انتظار تھا۔

اس دن ہر آنکھ اشک بار تھی یہ آنسو خوشی اور تشکر کے آنسوں تھے۔ یہ خوشی ایک عظیم خواب کی تعبیر کے لیے تھی وہ خواب جس سے ہر آدمی کی امید بندھی تھی۔ وہ خوبصورت دن 14 اگست 1947 کا وہ مبارک دن تھا جب عالم اسلام میں ایک انوکھا اور خوبصورت مقصد اور نام رکھنے والے ملک نے جنم لیا۔ جی ہاں ہم بات کر رہے ہیں اپنے جان سے عزیز پاکستان کے بارے میں۔

پھر ایسا وقت بھی آیا جب یہ خواب صرف خواب ہی رہ گئے۔ آزادی کے نام پہ قید نے آ جکڑا، آئین اور قوانین قرآن و سنت کے مطابق بنائے تو گئے لیکن فیصلے وہی رہے ظالم کے لیے معافی اور مظلوم کے قوانین کو اپنایا گیا۔ امیر کو عزت اور غریب کے حصے صرف ذلت ہی آئی، امیر طبقہ امیر تر ہوتا گیا اور غریب ویسے ہی غربت کی چکی میں پستا رہا۔ خواتین کے حقوق نا ہونے کے برابر ہیں ایسے حقوق جو شریعت نے ماں، بہن اور بیٹی کو دیے انھیں ان حقوق سے بھی محروم رکھا گیا، معاشرے میں ویسی ہی جہالت پھیلی جیسے زمانہ جاہلیت میں تھی، بیٹیوں کو پہلے کی طرح زندہ در گور کیا جانے لگا لیکن طریقہ مختلف استعمال کیا گیا۔ پہلے جسمانی طور پر بیٹیوں کو زندہ در گور کیا جاتا لیکن اب ذہنی اذیت میں مبتلا کیا جانے لگا، بیوی کے حقوق بھی خواب ہی رہے، مرد خود آقا سمجھ کر بیویوں کے حقوق ہڑپ کرنے لگے لیکن وہ یہ بھول گئے کہ شریعت میں تو مرد کو عورت کا محافظ بنایا گیا تھا۔ انصاف صرف امیروں کو ملنے لگا، قاتل دندناتے پھرتے ہیں، علما کو شہید کیا جانے لگا، اسی طرح کے دیگر مسائل بھی ہمارے ملک کی سالمیت کے لیے خطرہ ہیں۔

اس لیے اب جاگنا ہو گا آخر کب تک ہم یہ ظلم سہتے رہیں گے اور اپنے خوبصورت سے ملک کے صرف مسائل کا تذکرہ کرتے رہیں گے؟ اس لیے اب وقت ہے محنت کا، مل کر کام کرنے کا، پیار و محبت کے سبق پر عمل کرنے کا، تاکہ ہمارا ملک ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں شامل ہو جائے جہاں ہم اپنے ملک کو فخر کی نگاہ سے دیکھ سکیں۔

تبصرے

ماشاءاللہ۔۔فاطمہ بیٹی!

بہت خوب بہترین ڈیزائینگ، آنکھوں کو خیرہ کرتے رنگوں سے مزین سرورق شاباش۔ عمدہ انتخاب، ایک سے بڑھ کر ایک تحریریں، دل خوش ہو گیا۔

ہاں اس بات کا قلق رہے گا کہ اس مرتبہ بھی میں چاہ کر کوئی تحریر نہیں بھیج پائی، آج کل کچھ بھی لکھنے میں کامیابی نہیں ہو رہی۔ میگزین میں چند مقامات پر لفظی اور املا کی غلطیوں، مس پرنٹنگ نے بدمزہ کیا۔۔ جو ان شاءاللہ تعالیٰ وقت کے ساتھ ساتھ بہتر ہوتی جائیں گی بلاشبہ آپ کی محنت قابل داد و تحسین ہے۔
میری جانب سے ڈھیروں دعائیں اور نیک خواہشات۔(دعا گو سیدہ ناجیہ شعیب احمد)

بہت شکریہ۔۔۔۔آپی جان!

اتنی اچھی تعریف کرنے سے ہمارا دل خوش ہو گیا۔ آپکی تحریر کے منتظر رہتے ہیں۔اللہ تعالی واپس سے قلم کو رواں کر دے تاکہ آپکے بہترین مضمون قاریات پڑھ سکے۔ غلطیوں کی طرف توجہ دلائے گا۔انشاءاللہ اسکو ختم کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

جزاکم اللہ خیرا ہماری نظم شامل کرنے کے لئے میں اب ان شاءاللہ ریگولر بھیجوں گی۔ پہلی بار شائع ہوئی۔ بہت پیارا شمارہ ہے دل کر رہا ہے چھو کر دیکھوں۔ بہترین سرورق اور خوبصورت ایڈیٹنگ (ام عفان)

واہ۔اتنی پیاری بات کی ہے۔اللہ کرے وہ دن نصیب ہو کہ آپ اس میگزین کو ہاتھ میں لیں۔

ماشاءاللہ آپ سب کو مبارک ہو جن کی تحریر شامل ہوئی، میری تو شامل ہی نہیں ہوئی۔

آپ اداس نہ ہو۔۔۔پیام حیاء ای میگزین آپ سب کے لئے ہے، سب کو لکھنا ہے سب کی باری آئی گی۔

کیک کی ریسپی — عائشہ نعیم

آمیزہ بنانے کا طریقہ:

سب سے پہلے ایک درمیانے سائز کی اسٹیل کی پتیلی یا پھر پیالا لیں اور اس میں گھی لگا کر بٹر پیپر رکھ دیں، پھر دوبارہ گھی لگائیں۔ اب دو عدد انڈوں میں 1/2 کپ پسی ہوئی چینی ڈال کر ہینڈ بیٹر سے اچھی طرح پھینٹیں

اسکے بعد 1/4 کپ تیل، 1/2 کپ دودھ اور 1 چمچ ونیلا ایسنس شامل کر کے ہلائیں۔ پھر ایک کپ سے تھوڑا کم میدہ، 3 چمچ کوکو پاؤڈر اور 1 چمچ بیکنگ سوڈا لیکر ان تینوں چیزوں کو چھان کر مکسچر میں ڈال دیں، اور اچھی طرح پھینٹ لیں تاکہ اس میں کوئی گٹھلی نہ رہ جائے۔

اب اس آمیزے کو اُس اسٹیل کے پیالے میں ڈال دیں جس میں بٹر پیپر لگا کر رکھا تھا

کیک کو بیک کرنے کا طریقہ:

ایک بڑے پتیلے کو چولہے پر تھوڑا گرم کر لیں، پھر اس میں بیکنگ ٹرے/اسٹینڈ رکھ کر اس میں آمیزے والا پیالا رکھ دیں۔ چولہے کی بلکل دھیمی آنچ پر کر کے، پتیلی کو 50 منٹ کیلیئے ڈھک کر چھوڑ دیں۔ اب ایک لکڑی کی اسٹک یا تیلی ڈال کر

چیک کریں، اگر وہ خشک باہر آئے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا کیک پک چکا ہے۔ چولہا بند کر کے پیالے کو نکال لیں اور چھوری یا اسپیچولا کی مدد سے کناروں سے کاٹ کر کیک کو علیحدہ کر لیں۔ نرم و ملائم اور مزیدار کیک تیار ہے وہ بھی بغیر اوون کے

آج ہم آپ کو **آم کی لسی** بنانا سکھائیں گے جو گرم موسم میں آپ کو ٹھنڈک کا احساس دے گی۔

اجزا:

- 3 کپ تازہ کٹے آم
- 2 کپ دہی
- ایک کپ دودھ یا پانی
- 2 کھانے کے چمچ شہد
- 1/2 چائے کا چمچ سمندری نمک
- ایک چائے کا چمچ الائچی پاؤڈر
- ایک چائے کا چمچ پسے ہوئے بادام
- ایک چائے کا چمچ پسا پستا

ترکیب

ایک بلینڈر میں آم، دہی، دودھ، شہد اور نمک ڈالیں اور اچھی طرح بلینڈ کر لیں۔

اچھی طرح بلینڈ ہو جائے تو اسے گلاس میں نکال لیں اور کچھ برف کے ٹکڑے ڈال لیں۔ بادام، الائچی، پستہ سے گارنش کر کے سرو کریں۔